هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ
۱۹ اگست ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے۔ فرمایا جس میں قیام زیادہ طویل ہو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ، وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ: کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ داوٗد علیہ السلام کی طرح نماز پڑھنی اللہ تعالیٰ کو (نفل نمازوں میں) سب نمازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور (نفلی) روزوں میں بھی داوٗد علیہ السلام کی طرح روزے رکھنا اللہ تعالےٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نصف شب اوّل میں سوتے رہتے اور ایک تہائی رات میں (تہجد) پڑھتے اور پھر اخیر چھٹے حصّہ میں سو رہتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَۃً لَا یُوَافِقُہَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ یَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ" (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہر شب میں ایک ایسی ساعت قبولیت کی ہوتی ہے۔ کہ مسلمان آدمی اپنے آخرت یا دنیا کے کسی قسم کے فائدے کی بھی دعا اللہ تعالےٰ سے اگر اس ساعت میں کرے تو وہ فائدہ اس کو عطا ہو ہی جاتا ہے۔ اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِّنَ اللَّیْلِ فَلْیَفْتَتِحِ الصَّلٰوۃَ بِرَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم میں سے کوئی رات کی نماز کے لئے اُٹھے تو اپنی نماز کو دو ہلکی ہلکی رکعت کے ساتھ شروع کرے۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَہٗ بِرَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز (تہجد) کے لئے اٹھتے تو پہلی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْہُ الصَّلٰوۃُ مِنْ وَّجَعٍ اَوْ غَیْرِہٖ صَلّٰی مِنَ النَّہَارِ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ جب کسی تکلیف وغیرہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِہٖ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ فَقَرَأَہٗ فِیْمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الظُّہْرِ کُتِبَ لَہٗ کَاَنَّمَا قَرَأَہٗ مِنَ اللَّیْلِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے وظیفہ یا اسی قسم کی کسی چیز سے سو گیا، پھر اس کو پڑھ لیا صبح اور ظہر کی نماز کے درمیان تو اس کے لئے (ویسا ہی ثواب) لکھ دیا ہے جیسا کہ اس نے اس وظیفہ کو رات ہی کو پڑھا۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَأَتَہٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْہِہَا الْمَآءَ، رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأَۃً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَہَا فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْہِہِ الْمَآءَ"، رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر بہت مہربان ہوتے ہیں جو تہجد کے وقت اٹھا۔ آپ نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دے دیا۔ اور ایسی عورت پر بھی اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہوتے ہیں کہ تہجد کے وقت اٹھی۔ آپ نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا۔ تو اس نے بھی اس کے منہ پر پانی ڈال دیا۔ (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۲۵

ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۳؍ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹؍ اگست ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۳

ریلوے حادثات اور حکّام کی ذمّہ داری

مغربی پاکستان میں پچھلے چار پانچ ہفتوں میں ریلوے کے حادثات پیہم اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ عوام کے دلوں میں ریل کا سفر ایک ہوّا سا بن گیا ہے۔ اور ریلوے کارکردگی کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ لیکن لاہور ریلوے اسٹیشن کے قریب رونما ہونے والے حادثے نے تو ریلوے سفر کا رہا سہا بھرم بھی ختم کر دیا ہے ہے۔ کس قدر افسوس ناک امر ہے کہ لاہور جو پاکستان ویسٹرن ریلوے کا مرکز ہے۔ وہاں سے صرف چند فرلانگ کے فاصلے پر ایک پارسل ایکسپریس لائل پور جانے والی گاڑی سے ٹکرا گئی، جس کے نتیجے میں دیکھتی آنکھوں دو قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں، اور آٹھ آدمی زخمی ہو گئے ـــــ دار فانی سے رخصت ہونے والوں میں پاکستان ویسٹرن ریلوے کے ڈویژنل انجینئر اور مغربی پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور وزیر تعلیم ملک خدا بخش بُچّہ کے داماد جناب نور اللہ بھی شامل ہیں۔ مرحوم نور اللہ اس حادثے کی تحقیقات کے لئے جا رہے تھے جو ایک دن پیشتر شیخوپورہ کے قریب ہوا تھا لیکن خود حادثے کا شکار ہو کر راہیِ ملکِ بقا ہو گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

ریلوں کے یہ سنگین حادثے جو پچھلے چند دنوں میں پے درپے رونما ہوئے ہیں سارے ملک کے لئے باعثِ حیرت و دہشت ہیں اور عوامی ذہن میں ان کی وجہ سے اس محفوظ ترین ذریعہ سفر کے بارے میں لاتعداد خدشات ابھر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ لوگ ہر روز کسی حادثے کی خبر کے منتظر رہتے ہیں اور اگر خوش قسمتی سے حادثہ نہ ہو۔ تو اس قسم کی دل ہلا دینے والی خبر ضرور موصول ہو جاتی ہے کہ فلاں جگہ حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ریلوے کے سنگین حادثات کا یہ روح فرسا تواتر پاکستان کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے اور اس نے ایک ایسی سنگین صورتِ حال پیدا کر دی ہے جس کی نزاکت ملک کا بچہ بچہ محسوس کر رہا ہے

ہمارے خیال میں گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں نے ریلوے کے ان سنگین اور روح فرسا حادثوں پر عوامی ردِ عمل کا صحیح مطالعہ کیا ہے اور ان کا یہ بیان ملک کے عوام کا ترجمان ہے کہ "ریلوے حادثوں کا ذمہ دار نگران عملے اور اعلیٰ حکام کو بھی قرار دینا چاہئے۔ صرف نچلے درجے کے ملازمین مثلاً سگنل مینوں اور کانٹا بدلنے والوں کے خلاف کارروائی نہ ہو گی ـــ" بات فی الحقیقت یہی ہے۔ حوادثات کی جوابدہی کے لئے جس قدر ذمہ داری اعلیٰ حکام پر ڈالی جائے گی فرض شناسی کا اُسی قدر بہتر مظاہرہ ان کے ماتحت اہلکار کریں گے۔ درحقیقت حوادث کی ذمہ داری اوپر کی سطح تک پہنچتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے متمدن اور مہذب ملکوں میں اس طرح کے خوف ناک حادثوں اور شدید خرابیوں کے منظرِ عام پر آ جانے کے بعد متعلقہ وزیر تک کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے ـــ اس لئے کہ ذمہ داری کے ڈانڈے، مآل کار اسی سے جا ملتے ہیں۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہ لینا چاہئے کہ ان حادثوں یا خرابیوں سے براہ راست وزیر متعلقہ کا تعلق ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے مستعفی ہونے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ماتحت افسران شرم و غیرت محسوس کریں اور سوچیں کہ ان کی غفلت و کوتاہی کے نتیجے میں ناکردہ گناہ وزیر کو اپنے منصب سے دست کش ہونا پڑا ہے۔ مگر ہماری ان گذارشات سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ ریلوے وزیر استعفیٰ داغ دیں اور اپنے منصب سے علیحدہ ہو جائیں کیونکہ ہم جس معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں، شرم و غیرت کا فقدان ہے اور ماتحت افسران کبھی شرم محسوس نہیں کریں گے۔ پھر عوام موجودہ نظام میں کسی وزیر کے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر بھی نہیں سکتے ان گذارشات کا حاصل محض احساسِ فرض بیدار کرنا اور حکومت سے یہ مطالبہ کرنا ہے کہ ان افسران کو جن کا ان حادثات سے حاکمانہ اور براہ راست تعلق ہے اور وہ گورنمنٹ کے خزانے سے بے تحاشا اپنی جیبیں بھر رہے ہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں؟ کہ ادھر تو لوگ ریلوں کے ٹکرانے سے ہلاک اور زخمی ہو رہے ہیں اور ادھر ریلوے کے بڑے بڑے نگران اپنی عالیشان کوٹھیوں میں بیٹھے گلچھرے اڑا رہے ہیں۔ ہماری رائے میں نااہلی کا یہ ثمرہ تو ہرگز نہ ملنا چاہئے۔ یہ نالائق و نااہل ہیں تو انہیں گھر بیٹھنا چاہئے اور استعفیٰ دے کر لائق لوگوں کے لئے جگہ خالی کر دینی چاہئے تاکہ مسافروں کی جان و مال کا تحفظ ہو سکے اور ریلوے کی کارکردگی کی ساکھ دوبارہ بندھ سکے یہ بڑے بڑے افسران آخر کس مرض کی دوا ہیں کہ اپنے فرائض مفوضہ ہی انجام نہیں دے پاتے ـــ ہمیں گورنر مغربی پاکستان کی رائے سے کامل اتفاق ہے اور ہم صدر اور گورنر دونوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں خود مداخلت کریں اور ان تمام نالائقوں کے خلاف کارروائی کریں جن کی نااہلیت نے ریلوے سفر کے بارے میں عوام کے



۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۵ر اگست ۱۹۶۶ء

کثرت سے ذکر اللہ کرنے والے کی دعا رد نہیں کی جاتی

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتب: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے دروازے پر آنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دولتِ ایمان سے نوازا۔ جبکہ اس فساد کے دور میں ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جن کو یادِ خدا کی توفیق نہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس بے حیائی اور فسق و فجور کے زمانہ میں نیکی کی توفیق عطا فرمائی— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ فساد کے زمانہ میں جس نے میری ایک سنت کو زندہ کیا اُس نے گویا مجھ کو زندہ کیا اور اس کو ۱۰۰ شہیدوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :-

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (البقرہ۔ ع ۱۸)

ترجمہ: سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں گا تم کو، اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو۔ اے مسلمانو! مدد لو صبر اور نماز سے۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی جب ہماری طرف سے تم پر اتمام نعمت مقرر ہو چکا تو اب تم کو لازم ہے کہ ہم کو زبان سے، دل سے، فکر سے ہر طرح سے یاد کرو— اور اطاعت کرو ہم تم کو یاد کریں گے— یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنائتیں تم پر ہوتی رہیں گی۔ اور ہماری نعمتوں کا شکر خوب ادا کرتے رہو۔ اور ہماری ناشکری اور معصیت سے بچتے رہو۔ چونکہ ذکر، شکر اور ترک کفران اور تمام طاعات اور منہیات شرعیہ کو محیط ہیں جن کا انجام دینا دشوار امر ہے۔ اس کی سہولت کے لئے یہ طریقہ بتلایا گیا کہ صبر اور صلوٰۃ سے مدد لو کہ ان کی مداومت سے تمام امور تم پر سہل کر دئے جائینگے۔ (حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ)

ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے اچھا عمل ارشاد فرمائیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنی زبان کو تر رکھو۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی بلکہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک وہ جو کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا ہو حدیث میں ہے کہ خوشی اور خوش حالی میں تم اللہ تعالیٰ کو نہ بھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ غمی اور تنگی میں تم کو کبھی نہیں بھلائے گا۔

دوسرے مظلوم کی بد دعا اللہ تعالیٰ بہت جلدی قبول کرتے ہیں۔ حضرتؒ بیعت کرتے وقت خاص طور پر نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو تکلیف نہ دینا۔ اگر کسی کے ساتھ نیک سلوک اور اچھائی نہیں کر سکتے تو بُرا بھی کبھی نہ کرنا۔

تیسرے وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔ طاقت ظلم کرنے کی ہو پھر ظلم نہ کرے یہ کمال کی بات ہے۔ اسی طرح اگر گناہ کرنے کی طاقت ہو، وسائل موجود ہوں، پھر انسان گناہ سے بچا رہے۔ ہاتھ، پاؤں آنکھوں سے غلط کام نہ کرے تو یہ کمال ہے۔ قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو کثرت سے اپنا ذکر کرنے اور ہر گناہ کے کام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

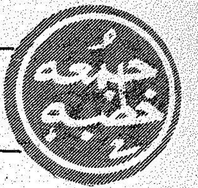
قرآنی مضامین میں تہذیبِ اخلاق کے طور پر پانچ مسئلے ذکر ہوتے ہیں۔ (۱) ذکر (۲) شکر (۳) صبر (۴) دعا (۵) تعظیم شعائر اللہ۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ تمام ضروریات کے لئے اللہ تعالیٰ کے دروازے پر جاؤ جب مطلب برآری ہو جائے تو اس کا شکر بجا لاؤ۔ اگر کچھ دیر لگے تو صبر کے ساتھ اس کے دروازے پر پڑے رہو۔ اور ذکر اللہ کرو، دعا کا سلسلہ جاری رکھو نا امید نہ ہو۔ حوصلہ نہ ہارو۔ بلکہ صحاح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ذاکر سے غافل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ہوں یعنی میری مدد و اعانت ذاکر کے ساتھ رہتی ہے جب تک بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ ہونٹ ہلاتا رہتا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے آخرت کی سعادت اور نیکی کی توفیق کی دعا کثرت سے مانگتے رہنا چاہئے۔ ہمارے بزرگوں کی یہی تعلیم ہے۔ جب ہم آخرت کی فکر کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ہمارے دنیاوی کاموں کی فکر کریں گے اور مطلب برآری کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر و شکر اور صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے در کا محتاج رکھے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین!

ظفرؔ آدمی اس کو نہ جانئے گو ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا



۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۲/۱ اگست ۱۹۶۶ء

ریاء شرکِ اصغر ہے ٭ اور دکھلاوے کی کوئی نیکی اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ؛ اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

(پ ۵ - سورہ النساء - آیت ۱۴۲ - ۱۴۳)

ترجمہ : منافق ، اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا اور وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں - کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ان آیات میں منافقین کے چار امراض کا ذکر کیا ہے اور ان کی پانچ ظاہری علامتیں بیان کی ہیں - چار امراض منافقین کے مذکورہ بالا آیات کے مطابق حسب ذیل ہیں :-

۱ - **خداع** - دھوکہ فریب دینا ، چالبازی سے کام لینا۔

۲ - **کسل** - کاہلی اور سُستی -

۳ - **ریاء** - دکھلاوے کے لئے کام کرنا۔

۴ - **تذبذب** ؛ کبھی ادھر کبھی اُدھر جھکنا - کسی طرف پورے طور پر شامل نہ ہونا۔

پانچ علامات منافقوں کی :-

۱ - وہ خود دھوکہ میں مبتلا ہیں - لیکن اپنے خیال میں اللہ کو دھوکا دیتے ہیں

۲ - نماز پڑھتے ہیں مگر انتہائی مرے دل کے ساتھ سُستی سے -

۳ - ان کی نماز میں کوئی خلوص نہیں ہوتا۔ محض دکھلاوا اور ریاء ہوتی ہے -

۴ - اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں -

۵ - ایمان و کفر کے درمیان لٹکے رہتے ہیں نہ دل سے ایمان قبول کرتے ہیں نہ کھُل کر کفر کا ساتھ دے سکتے ہیں -

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہمیں مذکورہ بالا امراض سے بچائیے اور ان علامات سے محفوظ رکھے جن سے منافقت کی بُو آتی ہے -

بزرگانِ محترم ! اس وقت یہاں منافقوں کی علامات یا خصائص بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ ریاء کے متعلق کچھ کہنا مطلوب ہے - یہ ایک ایسا روحانی مرض ہے جو مسلمانوں میں بُری طرح سرایت کر چکا ہے اور جس سے بچنا سخت مشکل ہے - چنانچہ جس قدر مرض عام اور متعدی ہو اُس سے بچنے کی تدابیر بھی اُسی تیزی سے کرنی چاہئیں اور لوگوں کو اس کی تباہ کاریوں سے مطلع کرنا چاہیئے -

منافقوں کے امراض اور علامات میں حق تعالیٰ سبحانہٗ نے ریاء کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ ایسا خوفناک اور موذی مرض ہے جو اخلاص کے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے - اور نیکیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے -

نیکی اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی قبول ہوتی ہے جس میں اخلاص ہو۔ اخلاص کے معنے یہ ہیں کہ کام فقط اللہ کے لئے ہو اور غیر اللہ کے لئے نہ ہو۔ نہ اپنی نیکی غیر اللہ کو دکھائی جائے اور نہ غیر اللہ کو سنائی جائے - نیکیوں سے اللہ کو راضی کرنا مقصود و مطلوب ہونا چاہیئے نہ کہ ان کا اشتہار دینا اور دنیا میں شہرت و ناموری حاصل کرنا۔ غیر اللہ سے واہ وا کرانے کے لئے انسان کو نیکی نہیں کرنی چاہیئے ، بلکہ نیکی کو دین سمجھ کر اور اللہ کی رضا کے لئے کرنا چاہیئے -

غیر اللہ کو دکھا کر یا سُنا کر نیکی کرنا اللہ کی رضاء کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے -

شرک اصغر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

عَنْ محمودٌ بن لبید ان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر قالوا یا رسول اللہ وما الشرک الاصغر قال الریاء (رواہ احمد)

ترجمہ : محمود بن لبید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے - صحابہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ! شرکِ اصغر کیا ہے ؟ فرمایا - ریاء ----

مسیح دجّال سے خطرناک

ابن ماجہ کی روایت ہے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسیح دجّال کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لے آئے اور فرمایا۔ خبردار! کیا تم کو ایک اور بات بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسیح دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ ہاں! یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا (وہ خطرناک چیز) شرک خفی ہے کہ آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور نماز کو زیادہ کر دیتا ہے کیونکہ کوئی آدمی اس کو دیکھ رہا ہے۔

ذلت و رسوائی

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سمع الناس بعملہ سمع اللہ بہ اسامع خلقہ وحقرہ وصغرہ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو محض اپنے عمل کو مشہور کرنے کے لئے عمل کرے خداوند تعالیٰ اُس کے ریاء کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دے گا اور اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔

شرک کا عمل

عن شداد بن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرک و من صام یرائی فقد اشرک و من تصدق یرائی فقد اشرک (رواہ احمد)

ترجمہ: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس شخص نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔ جس نے دکھلانے کو روزہ رکھا اُس نے شرک کیا۔ اور جس نے دکھلانے کے لئے خیرات کی اس نے بھی شرک کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ریاء شرک اصغر ہے۔ شرک خفی ہے۔ مسیح دجال کے فتنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ ریاکار ذلت و رسوائی سے ہمکنار ہوگا اور ریاکار کا کوئی عمل عند اللہ مقبول نہیں۔

حدیث شریف

میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا کہ جس نے جس کے لئے دنیا میں کام کیا تھا اس سے جا کر اجر لے مگر وہاں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی نہ ہوگا۔

پس

ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر کام فقط اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کریں اخلاص کو شعار بنائیں اور دکھلاوے کے تمام کاموں سے ہر حال میں بچیں۔

بقیہ: اداریہ

قطعی متزلزل کر دیا ہے اور جو اپنی کاہلی، بے توجہی، نافرض شناسی اور نالائقی کی بناء پر کسی بھی رنگ میں ان سنگین حادثات کے ذمہ دار ہیں۔

ہمارے نزدیک حادثات کی ساری ذمہ داری سگنل مینوں اور کانٹا بدلنے والوں پر ڈال دینا اور بڑی مچھلیوں کو بچانے کی کوشش کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ در اصل یہ حوادث اس امر کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ ریلوے کا سارا نظام ہی ناکارہ ہو گیا ہے۔ اور عملے کے لوگ بدمستی و مدہوشی کے عالم میں غرق ہیں اور جب صورتِ حال یہ ہو تو پورے محکمے کی تطہیر ہونی چاہیئے۔ تاکہ عوام کی نظروں میں ریلوے سفر پر اعتماد بحال ہو سکے۔ اور پاکستان ویسٹرن ریلوے کو وہی وقار نصیب ہو جو اُسے پہلے حاصل تھا۔

آخر میں ہم اُن تمام لوگوں کے پسماندگان سے جو پچھلے چند ہفتوں میں رونما ہونے والے حوادث میں کام آئے یا زخمی ہوئے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل سے نوازے اور مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ـــــ اس کے ساتھ ہی ہم ملک کے تمام باشندوں خواہ وہ عوام ہوں یا حکام درخواست کرتے ہیں کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ اپنا فرض محسوس کرے۔ اپنی کوتاہیوں، غفلتوں اور گناہوں پر نادم ہو، زیادہ سے زیادہ استغفار کرے اور آئندہ خدا کی نافرمانیوں سے باز رہنے کا عہد کرے تاکہ روٹھا ہوا رب راضی ہو جائے اور ملک ہر قسم کے حوادث سے محفوظ و مامون رہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

انتقال پر ملال

سید مشتاق حسین بخاری اعزازی منیجر ہفت روزہ خدام الدین کے برادرِ نسبتی سید شمشیر علی بخاری ایک طویل عرصہ تک صاحبِ فراش رہنے کے بعد چند روز ہوئے اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمیں بخاری صاحب اور مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ بخاری صاحب کے لئے پچھلے چند ماہ میں یہ تیسرا صدمہ ہے۔ پہلے دو بھائی راہیٔ ملکِ بقا ہو گئے اور اب برادرِ نسبتی کا بلاوا آ گیا۔ لیکن ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

اللہ تعالیٰ بخاری صاحب اور ان کے خاندان کو صبر جمیل سے نوازے۔ اور اپنی مرضیات پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ادارہ خدام الدین دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور قارئین کرام سے ایصال ثواب کی درخواست کرتا ہے۔

ادبیات

نغمہ ترا نفس نفس جلوہ ترا نظر نظر
اے مرے شاہدِ حیات اور ذرا قریب تر
باہمہ ذوقِ آگہی ہائے رے پستیٔ بشر
سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر
لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہاں جہاں
اک طلوعِ آفتاب دشت و چمن سحر سحر

جگر مرادآبادی

محمد شفیع عمرالدینی (حیدرآباد)

لغو اور نکمّے اقوال و افعال
کے قریب نہ جاؤ

نگاہ دار زبان تا بہ دوزخت نہ برند
کہ از زبان بتر اندر جہان زبانی نیست
(سعدیؒ)

دارین کی فلاح و کامیابی میں جن نیک بخت مومنین کا حصّہ ہے اُن کی ایک صفت یہ ہے:-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۳)

ترجمہ: اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔

۱۔ "یعنی فضول و بیکار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمّی بات کہے تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کو وظائف عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ جھگڑوں میں اپنے کو پھنسائیں"

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو
چو بگذشت بر عارفِ جنگجو
گر ایں مدعی دوست بشناختی
بہ پیکار دشمن نہ پرداختی"
(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

۲۔ اور جو لغو (یعنی لایعنی) باتوں سے (خواہ قولی ہوں یا فعلی) بر کنار رہنے والے ہیں۔ (بیان القرآن)

۳۔ یعنی ہر باطل سے اعراض کرتے ہیں۔ شرک بھی باطل کے تحت میں آ جاتا ہے۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ لغو سے اعراض کرنا سب معاصی سے بچنے کا نام ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ سب بے فائدہ اقوال و افعال سے کنارہ کرنا مراد ہے۔" (ابن کثیرؒ)

حدیث: مَنْ تَوَکَّلَ لِیْ مَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ وَمَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ تَوَکَّلْتُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ (مشارق الانوار بحوالہ بخاری)

ترجمہ: جو شخص مجھ سے ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں پیروں میں ہے (شرمگاہ کا) اور اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہے (زبان کا) تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

(ف) جو مومن اپنی شرم گاہ کو حرام کاری سے بچائے گا اور اپنی زبان کو لغو باتوں، جھوٹ، غیبت، گلہ و شکایات اور فضول و لایعنی باتوں وغیرہ سے بچائے گا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

نیز حدیث میں وارد ہے۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (جامع الصغیر سیوطیؒ)

ترجمہ: جو خاموش رہا۔ اس نے نجات پائی۔

یعنی وہ مومن جو زبان کو بے ہودہ اور شر انگیز باتوں سے بچائے گا۔ وہ قیامت کے دن کے عذاب اور عتاب سے بچا رہے گا۔

فضول بات کا وبال

حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا۔ "جب تم اپنے دل میں سختی اور جسم میں سستی اور رزق میں گھاٹا دیکھو تو جان لو کہ تم نے کوئی واہیات بات کہی ہے۔" (سراج السالکین)

فضول کلام سے بچنے کے لئے حضرت ابوبکر شبلیؒ کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ "مرید اور خصوصاً طالب المولیٰ کو چاہیئے کہ بلاضرورت کلام نہ کرے"۔ (کلمات طیبات)

نکمّی باتوں سے کنارہ

لہٰذا جب کوئی شخص جہالت سے پیش آئے۔ نکمّی اور فضول باتیں کرے۔ تو ایک مومن کی یہ شان ہونی چاہیئے۔ کہ ایسے شخص سے کنارہ کرے اس کے ساتھ الجھنے سے بچے۔ ایسے موقع پر قرآن مجید کے تجویز کردہ دستور العمل پر عمل کر کے دکھا دینا چاہیئے۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْہُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰھِلِیْنَ ۝ (القصص آیت ۵۵)

ترجمہ: اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ تم پر سلام ہو۔ ہم بے سمجھوں کو نہیں چاہتے۔

یعنی لغو اور بے ہودہ باتیں کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ مومن ایسی باتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے بلکہ یوں کہتے ہیں۔ اچھا بھائی! ہر شخص کو اپنے نیک و بد اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ یوں کہہ کر سلام کر کے جدا ہو جاتے ہیں۔ دست و گریباں نہیں ہوتے۔ اگر اس پاکیزہ دستور العمل کو اپنایا جائے تو روزمرہ کے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔

ایک واقعہ

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک قریب المرگ بیمار آ کر مہمان ٹھیرا۔ رات بھر وہ مہمان بے چین رہا اور کراہتا رہا۔ نہ خود سویا اور نہ دوسروں کو سونے دیا۔ دوسرے لوگ جو مہمان خانہ میں ٹھیرے ہوئے تھے وہ اس ناقابل برداشت حالت کو دیکھ کر یکے بعد دیگرے سب چلے گئے۔ اور صرف حضرت معروف کرخیؒ تن تنہا ساری رات اس بیمار کی خدمت میں کمربستہ رہے جو خدمت بیمار مہمان نے لینی چاہی وہ آپ نے بخوشی سرانجام دی۔ رات کو کسی وقت اگر آپ کی نیند کے غلبہ کی وجہ سے آنکھ لگ جاتی تو بیمار بے ہودہ اور پریشان کرنے والے ناملائم الفاظ سے آپ کو خطاب کرتا، ملامت کرتا نیز کہتا کہ یہ آپ کی پارسائی محض ایک ڈھونگ ہے۔

اس کی ساری باتیں حضرت نے تحمّل سے برداشت کیں۔ اہل خانہ میں سے کسی نے آپ کو مہمان کی بیجا روی یاد دلائی۔ اور کہا کہ بداخلاق کے ساتھ کریمانہ سلوک کرنا ناروا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی باتوں پر پریشان نہ ہونا چاہیئے

گر از ناخوشی کرد بر من خروش
مرا ناخوش از وے خوش آمد بگوش

یعنی اس نے تو بیماری کے غلبہ کے باعث ایسا نازیبا اور ناقابل برداشت رویہ اختیار کیا ہے۔ مگر کیونکہ میں تندرست اور قوی ہمت تھا اس کی تلخ باتوں کو خوشی سے برداشت کر گیا ہوں۔ لہذا طاقت ور کو اس لائحہ عمل پر چلنا چاہئیے۔

چو خود را قوی حال بینی وخوش
بشکرانہ بار ضعیفاں بکش

جب تو طاقت ور، صحت مند اور خوش ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ بجا لا اور کمزوروں اور بیماروں کا بوجھ خوشی کے ساتھ برداشت کر۔ (بوستان سعدیؒ)

ہمیں اس بلند پایہ مثال سے سبق سیکھنا چاہئیے۔

کھیل تماشہ اور گناہ کی باتوں سے کنارہ کرنا

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ۙ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝ (الفرقان۔ آیت ۷۲)

ترجمہ: اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

یعنی نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی شہادت دیں۔ نہ باطل کاموں اور گناہ کی مجلسوں میں حاضر ہوں۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل ہوں نہ اُن سے لڑیں۔"

یعنی

یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صفات میں سے ہے کہ وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔

"بیہودہ باتوں" میں (۱) شرک (۲) بتوں کی پوجا (۳) جھوٹ (۴) فسق (۵) کفر (۶) لغو (۷) اور باطل کام شامل ہیں۔

بقول حضرت محمد بن حنفیہ غنا یعنی راگ گانے بھی "بیہودہ باتوں" میں آجاتے ہیں۔

حضرت ابو العالیہ اور دوسرے بزرگ "مشرکوں کے تیوہار" بھی "بیہودہ باتوں" کے زمرے میں لاتے ہیں۔

بقول حضرت عمرو بن قیس بری مجالس سے بچنا بھی "بیہودہ باتوں" سے بچنے کے حکم میں ہے۔

حضرت زہری اسے سلسلے میں شراب پینے سے اور ایسی مجالس میں جہاں شراب پی جا رہی ہو جانے سے روکتے ہیں۔ اور شراب کی طرف رغبت کرنے سے بھی منع فرماتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یجلس علی مائدۃ یدار علیہا الخمر۔ یعنی جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئیے کہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔" (ابن کثیرؒ)

ہمیں اپنا جائزہ لے کر سنبھل جانا چاہئیے۔ ایسی مجالس میں شرکت نہ کرنی چاہئیے جن میں غیر شرعی باتیں ہوتی ہوں۔

گندی مجالس

حضرت لوط علیہ السلام من جملہ دیگر باتوں کے اپنی قوم کو ایسی مجالس برپا کرنے سے روکتے تھے جن میں وہ گندے اور بے حیائی کے کام علانیہ کرتے تھے۔

وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ ۖ (العنکبوت۔ آیت ۲۹)

ترجمہ: اور اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو۔

"شاید بدکاری علانیہ لوگوں کے سامنے کرتے ہوں گے۔ اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور ٹھٹھے اور چھیڑ اور بے شرمی کی باتیں کرتے ہوں گے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

ان کا علانیہ اپنی مجالس میں شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر بدکاری اور برے کام کا نتیجہ یہ نکلا:۔

إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ (العنکبوت آیت ۳۴)

ترجمہ: (فرشتوں نے کہا) ہم اس بستی والوں پر اس لئے کہ بدکاری کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ (ھود۔ آیت ۸۲-۸۳)

ترجمہ: پھر ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں۔ اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے۔ جن پر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا۔ اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں۔

ان برباد شدہ بستیوں میں ہمارے لئے سامان عبرت ہے کہ ہم عذاب الہٰی سے ڈرتے رہیں اور اپنی سوسائٹی کو بے جا روی اور غیر شرعی امور سے بچائیں۔

وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ (العنکبوت آیت ۳۵)

ترجمہ: اور ہم نے عقلمندوں کے لئے اس بستی کا نشان نظر آتا چھوڑ دیا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ (الحشر۔ آیت ۲)

ترجمہ: پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر۔ آیت ۴۰)

ترجمہ: اور البتہ ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ پھر ہے کوئی سمجھنے والا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

حبیب الرحمن متوجہ ہوں

مسمی حبیب الرحمن ساکن موسیٰ زئی تحصیل پشاور جو میٹرک تک پڑھا ہوا ہے علوم شرعیہ کے حصول کے لئے دس مہینے ہوئے گھر سے نکلا ہے۔ اب تک اس کے قیام کا پتہ نہیں اس کے متعلقین بہت پریشان ہیں۔ اگر حبیب الرحمن خود یہ اطلاع پڑھے کر فوراً گھر حاضر ہو جائے اس کی نانی بیمار ہے۔ اگر کسی صاحب کو حبیب الرحمان کا علم ہو تو عنداللہ مولانا گل کمال کو اطلاع دے دیں۔

(مولانا) گل کمال معتمد جمعیۃ علماء اسلام پشاور مقام موسیٰ زئی علاقہ چیل ومہمند

مجلس ذکر ہر اتوار کی شام کو نماز مغرب کے بعد کوٹ عبدالمالک میں مجلس ذکر ہوتی ہے احباب سے شرکت کی درخواست ہے۔

(مولانا) محمد صابر خادم خاص حضرت لاہوریؒ

اعجاز احمد سنگھانوی

امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رح

گذشتہ سے پیوستہ

پٹنہ سے پنجاب منتقل ہوئے تو راجووال میں قاضی عطا محمد صاحب کے مدرسہ میں پڑھتے رہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں شاہ جی امرتسر آگئے اور وہاں الحاج مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی۔ فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم شاہ صاحب نے حضرت الحاج مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قاسمی قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے حدیث پڑھی۔ شاہ جی نے اپنے ابتدائی زمانہ ہی میں نانی مرحومہ سے اردو بول چال میں صحت پیدا کر لی تھی۔ اور وہ ان مجالس میں شرکت فرمایا کرتے تھے جو ان کے نانا کے مکان پر منعقد ہوتی تھیں۔ شعر و ادب کی ان مجالس میں میر سید علی محمد شاد عظیم آبادی مرحوم جیسے عظیم المرتبت شاعر بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب رح نے ان کی صحبت سے بہت فائدہ حاصل کیا۔ امرتسر میں مولانا محمد دین غریب امرتسری سے تلمذ اختیار کیا۔

مسلک و مشرب

حضرت شاہ صاحب رح مذہباً پڑے پکے اور سچے مسلمان اور بہ لحاظ مسلک حنفی اور مدرسہ عربیہ دیوبند کے مدرسۂ فکر کے پیرو تھے۔ دیوبند کے علماء حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح، حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رح، حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی طبیعت میں کسی سے تنفر نہ تھا۔ ہر فرقے کی اچھائیوں سے محبت فرماتے تھے۔

مرزائیوں اور انگریزوں کو دشمن اسلام سمجھتے تھے۔ اور حقیقت میں جس قدر نقصان مسلمانوں اور اسلام کو ان دونوں گروہوں نے پہنچایا ہے اس کی مثال سے تاریخ قاصر ہے۔

حضرت شاہ صاحب رح صوفیاء اور اولیاء کا بیحد احترام فرماتے اور مرے میں آکر فرماتے کہ بھئی! میں تو چشتی بھی ہوں، نقشبندی بھی، قادری بھی، صابری اور سہروردی بھی۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فاروقی چشتی رح چاچڑاں سابق ریاست بہاولپور والوں کی منقبت میں ایک پوری نظم تحریر فرمائی جس کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں:-

سرمۂ چشم شد بخاری را
خاک پائے غلام خواجہ فرید
ہر کہ بدگفت خواجۂ ما را
ہست او بے گماں یزید پلید

بیعت

سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب رح پیر سید مہر علی شاہ صاحب رح گولڑہ والوں سے بیعت ہوئے۔ پیر صاحب نے قرآنی وظائف پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ شاہ جی نے عرض کیا کہ حضرت اکثر قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں مجھے نہیں بتایا؟

حضرت پیر صاحب رح نے تبسم فرمایا اور کہا شاہ صاحب! میں نے آپ کو وہ چیز بتائی ہے جسے پڑھ کر غوث غوث ہو گئے۔ پھر فرمایا شاہ جی! قدرت نے آپ کو لسان پیدا فرمایا۔ آپ اس میدان میں کبھی پیچھے نہیں رہیں گے۔

حضرت پیر صاحب رح کی وفات کے موقعہ پر جب شاہ جی حاضر خدمت ہوتے اور عرض کیا حضرت کوئی نصیحت فرمائیے! عالم جذب میں تھے، فرمایا:-

"اتباعِ شریعت"

ان کے وصال کے بعد حضرت شاہ صاحب رح شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ اور جانشین مقرر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوتے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ العزیز شاہ جی رح سے بہت محبت فرماتے تھے۔ جب شاہ جی کے انتقال کی خبر پہنچی تو بے اختیار رو پڑے۔ اور رونے میں آوازیں تک نکل گئیں۔ یہ الفاظ قاری محمد طیب صاحب ؛-

"جس کا شیخ اپنے مرید کی وفات پر پھوٹ پھوٹ کر روئے اس کی محبوبیت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے حقیقت یہ ہے کہ شیخ کی شیفتگی مرید کی اعلیٰ قابلیت کا نشان ہوتی ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ حضرت امیر شریعت بے مثال صاحب لسان خطیب ہی نہ تھے بلکہ ایک بے نظیر صاحب دل عارف بھی تھے"

خطیبانہ زندگی کا آغاز

شاہ جی رح دورانِ تعلیم ہی امرتسر کے ایک محلہ کوچہ جیل خانہ کی چھوٹی سی مسجد میں امام ہو گئے تھے۔ خوش الحان تو تھے ہی رفتہ رفتہ وعظ کہنے لگے، اور شروع شروع میں اصلاحِ رسوم پر توجہ دی۔ تھوڑے ہی دنوں میں سارے شہر میں آپ کی دھاک بیٹھ گئی۔ لوگ گرویدہ ہو گئے۔ وعظ و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی جاری رکھی۔ جب سیاست میں شرکت فرمائی تو تعلیم منقطع ہو گئی۔

سیاسی زندگی کا آغاز

۱۹۲۰ء میں پہلی جنگ عظیم کے اختتام کے بعد ہندوستان میں رولٹ ایکٹ، جلیانوالہ باغ کے خونی واقعات اور پہلی جنگ عظیم کے بعد ممالک اسلامیہ کی تقسیم و تفریق نے شاہ جی رح کی حساس طبیعت کو بہت متاثر کیا اور انگریزوں کے خلاف انتقامی جذبات بھڑک اٹھے اور آپ ایک مذہبی واعظ سے سیاسی مقرر بن گئے۔

آپ مشہور اہل حدیث عالم حضرت مولانا داؤد غزنوی رح کی تحریک پر خلافت کی تحریک میں شامل ہو گئے۔ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کے رسالہ "الہلال" اور مولانا ظفر علی خان کی کتاب "ستارہ صبح" کے مطالعہ نے حضرت شاہ صاحب رح کے دل پر گہرا اثر کیا — دیکھتے ہی دیکھتے شاہ جی رح ملک کے سب سے بڑے خطیب اور لسان بن گئے۔

دینی کارنامے

شاہ جیؒ نے مسلمانوں کی دینی خدمات کا ایک ایسا ریکارڈ قائم کیا کہ اس سے ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ آپ نے چالیس برس تک تنہا شرک و بدعات، رسومات اور تمام سماجی برائیوں کے خلاف مسلسل جہاد کیا۔ انگریزوں کو ناک چنے چبوائے۔ مرزائیت کو شکست فاش دی۔ دریدہ دہن آریہ سماجیوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا اور شیعوں کو نصیحت فرمائی۔

اس مسلسل کوشش میں انہوں نے نہ کبھی سردی کی پرواہ کی اور نہ کبھی گرمی اور برسات کی۔ اگر سواری مل گئی تو خیر ورنہ پیادہ پا سفر کیا۔ انہیں سمجھایا جب تک لوگ سمجھ نہ گئے وہاں سے نہ ٹلے اور سمجھا کر ہی رخصت ہوتے۔ بعض بعض جگہ اسی سلسلے میں ایک ایک ہفتہ بھی رکنا پڑا مگر پھر بھی ذرا تنگ دل نہ ہوتے۔

عادات و خصائل

شاہ جیؒ تہبند اس لئے باندھا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند باندھا کرتے تھے۔ کسی خاص غذا کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ ساگ ستو ملا خدا کا شکر کیا اور کھا لیا۔ ٹھنڈا پانی کثرت سے پیتے۔

اکثر فرش ہی پر بستر کھول کر سو جاتے یا پھر بان کی کھردری چارپائی پر۔ وضو کا لوٹا اور پانوں کی ٹوکری، چونا، کتھا ساتھ رکھتے۔

سحر خیز تھے صبح کی نماز قضا نہ ہونے دیتے۔ رات گئے دیر سے سوتے۔ جلسوں کے آخری مقرر وہی ہوتے۔ کوئی جلسہ بارہ ایک بجے سے پہلے ختم نہ ہوتا۔ اور صبح ہو جانا تو عام بات تھی۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد بھی عقیدتمند گھنٹہ دو گھنٹہ گھیرے رکھتے۔ جس دن جلسہ نہ ہوتا تو محفل جمتی اور وہی ایک دو بجے شب سونے کو ملتا۔ رمضان شریف میں تراویح پڑھ چکنے کے بعد محفل جمتی اور سحری سے کچھ دیر پہلے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔

ہمیشہ موٹا جھوٹا پہنتے۔ گھر میں بھی یہی حال تھا۔ فقر و استغنا کی سچی تصویر تھے۔ ان کے پاس ایک بہت پرانا بٹوہ تھا جس میں ملتان کے ایک مجذوب کے دئے ہوئے کچھ دھیلے اور پائیاں پڑی تھیں۔ فرماتے تھے کہ ان کی برکت سے بٹوہ کبھی خالی نہیں رہتا تھا خط و کتابت کے مطلق عادی نہ تھے۔ چائے خود بناتے، خود پیتے اور دوسروں کو پلاتے تھے۔

خوبیاں

سیاست جب کسی نازک موڑ پر پہنچی تو ارباب سیاست کی مشکلوں کا حل شاہ جیؒ ہی نے تلاش کیا۔ قید و بند کی فضائیں نصیب ہوئیں تو وہاں بھی ہونٹوں کا تبسم اور چہرہ کی بشاشت کبھی کم نہیں ہوئی۔ انہوں نے بڑے بڑے شہروں میں دو دو لاکھ کے کثیر مجمع سے خطاب فرمایا ہے۔ حالانکہ اس وقت لاؤڈ سپیکر ایجاد بھی نہیں ہوا تھا اور بغیر لاؤڈ سپیکر کے مسلسل آٹھ آٹھ دس دس گھنٹہ تک بولتے لیکن کسی نے کبھی عدم سماع اور نہ سنائی دینے کی شکایت نہیں کی۔ اور نہ کسی وقت آواز میں فرق آیا۔ حاضرین میں سے کسی کا اٹھ جانا تو ناممکن تھا۔

حضرت امیر شریعت فرماتے تھے کہ میں کچھ نہیں ہوں جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے وہ حضرت انور (علامہ انور شاہ کشمیریؒ) کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے۔ کبھی فرماتے میں کوئی عالم نہیں ہوں میں مولانا مدنیؒ (حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کی ایک تقریر سن کر پانچ چھ تقریریں بنا لیتا ہوں۔

فرنگی کے خلاف شاہ صاحب کی زبان سے الفاظ نہیں شعلے برستے تھے ان کی آنکھیں گہری سرخ ہوتیں اور سننے والے ہر لب پر صدائے تحسین اور ہر آنکھ میں اشک ریحان ریز ہوتے۔ ان کی تقریر نہ تھی ساحرانہ فنکاری کا مخلصانہ گہوارہ تھی۔ حلقہ احرار کی تاریخ اگر مرتب کی جائے تو اس کی مجموعی قربانی کا نام "سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ" ہو گا۔

بلند مرتبہ اجتہادی شان اور مقبولیت عوام کے اونچے معیار کے باوجود عجز و انکساری کا دامن سنبھالے وہ درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے دنیا کی کوئی نقرئی فریب کاری انہیں متاثر نہ کر سکی۔

آزادیٔ وطن کے حصول اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جو شاہراہ کار انہوں نے متعین کر لی تھی آخری سانس تک اسے نباہتے رہے۔

علامہ انور شاہؒ سے تقدس و فراست، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے جرأت و گفتار اور فخر اکابر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کی جس قدر وافر سعادتیں ان کے حصہ میں آئیں وہ ان سب امانتوں کے سچے نگہدار اور ثابت قدم پاسبان رہے۔

اولاد

حضرت شاہ صاحبؒ نے چار لڑکے اور ایک لڑکی یادگار چھوڑے۔ سب سے بڑے صاحبزادے حافظ سید عطاء المنعم بخاری مدظلہ عالم اور فاضل ہیں۔ تقریر و تحریر میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آج کل مدرسہ حریت اسلامیہ ملتان کے مہتمم ہیں۔

علالت و وفات

۱۹۵۳ء میں شاہ جیؒ سکھر جیل میں نظر بند تھے کہ ذیابیطس کا مرض لاحق ہو گیا۔ رہا ہونے کے بعد فالج کا حملہ ہوا۔ علاج کیا لیکن مکمل صحت حاصل نہ ہوئی۔ پھر دوبارہ ۱۹۶۱ء کے موسم بہار میں بیماری شدید ہو گئی۔ اول نشتر ہسپتال ملتان میں اور پھر لاہور میں علاج کرایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔

آخر بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء بروز پیر چھ بجے شام۔ لاثانی خطیب اور مجاہد آزادی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تدفین

شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے سید عطاء المنعم بخاری مدظلہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ آدمی جنازہ میں شریک تھے۔

باغ لانگے خاں کے نزدیک جلال باقریؒ کے مشہور قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ علامہ طالوت نے تاریخ وفات اس طرح تحریر فرمائی ہے

مجھے فکر تاریخ تھی رات جب
تو قدرت نے یوں کر دیا اہتمام
کہا چپکے سے ہاتف نے سال وفات
سلام اے کلیم شریعت سلام

۱۳۵۳ + ۲۸ = ۱۳۸۱ھ

چٹ پر سرخ نشان
چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔

ملک کے لئے قربانیاں دینے والی جماعت علماء حق کی جماعت ہے

مورخہ ۲۴ جولائی بروز اتوار چوک صدیق لوئر مال مری میں دارالعلوم ربانیہ، جامع مسجد حنفیہ شرقیہ مری کا تبلیغی جلسہ اور تحصیل مری کی جمعیتہ علمائے اسلام کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا حافظ الحدیث عبداللہ درخواستی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ملک کی سیاسی صورتِ حالات اور دینِ متین کے مختلف پہلوؤں پر اپنے مخصوص انداز میں ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ ذیل میں حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی تقریروں کا خلاصہ جات درج کئے جاتے ہیں

(نمائندہ خصوصی)

جانشینِ شیخ التفسیر

حضرت مولانا عبید اللہ انور کا خطاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط۔ اَمَّا بَعْدُ!

بزرگانِ محترم! حضرت درخواستی مدظلہ پر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ ہمارے مسلک کے ترجمان اور پیشوا ہیں۔ یہاں کے دین پسند احباب میں سیاسی کام نہیں ہو رہا ہمارے ہاں دین اور سیاست دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ ہم دین حقہ کے علمبردار ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کا نظام حکومت دین کے سچے خیر خواہوں کے ہاتھوں میں آئے۔ ہمارے ہاں آئیڈیل حکومت خلافتِ راشدہ ہے۔ یاد رکھئے! دین اس وقت تک غالب نہیں آ سکتا جب تک کہ حکومت ہاتھ میں نہ ہو۔

بہ نفسِ نفیس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے کیسے دشوار حالات پیش آئے۔ دین کے غلبے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جدّ و جہد کی وہ سعی مشکور ہوئی۔ پھر خلفائے راشدین نے اپنے زمانے میں چار چاند لگائے، پھر صحابہؓ نے اُسے ہفت آسمان تک پہنچایا۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو زیر کیا۔

ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بچا۔ لیکن یہاں پر جو ثقافت کے نام پر میلے ٹھیلے ہیں وہ اسلام کی روح کے سراسر منافی ہیں۔ جشنِ مری جیسے قبیح اجتماعات اسلام سے سراسر بغاوت کے مترادف ہیں۔ ہم کو حکومت کے ساتھ کوئی عناد نہیں، نہ ہی ہم اقتدار کے بھوکے ہیں بلکہ ہم تو ملک اور حکومت کے خیر خواہ اور وفادار ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہاں دین کا دَور دَورہ ہو۔ ہماری آنکھوں کے سامنے خلافتِ راشدہ کا سہانا دَور پھر لوٹ آئے اور سچے اسلام کا سکّہ اس جگہ چلے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم تو ٹوٹی پھوٹی چٹائیوں پر سجدہ ریز ہو کر سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کو اپنی معراج سمجھتے ہیں۔ حکومتیں اور وزارتیں تمہیں مبارک لیکن خدا را جس ملک کو تم نے خدا کے نام پر حاصل کیا تھا اس میں خدا کا حکم تو نافذ کرو۔—— ہم اپنے برسرِ حکومت بھائیوں کے بہی خواہ ہیں۔

آج کشمیری مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ اسی وجہ سے تو توڑے جا رہے ہیں کہ اُن کی ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ ہیں۔ لیکن پاکستان میں جو کچھ مذہب کی مٹی پلید ہو رہی ہے وہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں، حکومت دیکھ رہی ہے اور دریدہ دہن لوگ فتنۂ انکارِ حدیث پوری قوت کے ساتھ پھیلا رہے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہمارے سلف صالحین نے قربانیاں دے کر اسلام کو بادِ بہاری بنایا۔ لیکن آج اسلام کے ادبار کا دَور ہے۔ اگر اس ملک میں اسلام کو فروغ نہیں ہے تو پھر کافرانہ نظام پوری قوت کے ساتھ ہم پر مسلط ہو جائے گا۔ پاکستان کو جمہوریہ اسلامیہ کا نام دے کر یہاں سیکولرازم کو رواج دیا جا رہا ہے۔

آج بھی غنیمت ہیں وہ چند نفوس جو اپنے آرام و آسائش تج کر گرمی سردی کی پرواہ کئے بغیر گلی گلی کوچے کوچے میں نعرۂ حق بلند کر رہے ہیں۔ اور قوم کے شعور کو بیدار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

گذشتہ ستمبر کی جنگ میں ہماری کامیابی اللہ رب العزت کی غیرت کا مظاہرہ ہے کہ اُس نے ہماری بدعملیوں سے درگذر کیا اور اپنے حبیبؐ کے صدقے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ اگر ہم اُسی ڈگر پر چلتے رہے اور اسلام سے کنارہ کشی اختیار کئے رہے تو ہماری زبانی عقیدتوں کی بناء پر اسلام بچ نہ سکے گا۔ آج کوئی بھی جماعت اس ملک میں خلوصِ دل کے ساتھ اسلام کی بالادستی کے لئے کام کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہر کوئی اقتدار کا بھوکا ہے۔ آج تک جتنی بھی حکومتیں بدلیں اور وزارتیں بنیں کسی نے بھی اسلام کی ترویج و ترقی اور اللہ کے دین کی عظمت اور سربلندی کے لئے بجٹ میں گنجائش نہ رکھی۔

ملک کے لئے قربانیاں دینے والی جماعت علمائے دیوبند کی جماعت ہے اس جماعت کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے۔ جن بزرگوں کے صدقے ملک آزاد ہوا ہے ان کا تاریخ میں ذکرِ خیر بھی نہیں آ رہا۔ اور جو انگریز کے ٹوڈی تھے اُن کو ملک کا ہیرو بنایا جا رہا ہے۔ ہم قوم کو متنبہ کر رہے ہیں کہ کل کو اگر اسلام کی نافرمانیوں کے باعث ملک ہاتھ سے نکل گیا اور چین، امریکہ یا روس نے ہاتھ صاف کر لیا تو پھر بعد از وقت سوچنا بے کار ہوگا۔ آپ حضرات خوب اچھی طرح ہمارے اکابر کے شاندار ماضی سے واقف ہیں۔ انہوں نے جیل کی کال کوٹھڑیوں کی صعوبتوں کو جھیل کر اور جلیانوالہ باغ میں شہید ہو کر ملک کی آزادی کے لئے جدّ و جہد کی۔

ہمیں کچھ نہ کچھ تسلی ہوتی اگر اسلامی ترویج و ترقی کے لئے ہمارے سکولوں، کالجوں میں ہی کچھ کام ہو رہا ہوتا۔ اور ہماری بری افواج کے جوانوں، فضائیہ اور بحریہ کے جوانوں میں اسلام کی قدر ہوتی لیکن معاملہ بالکل ہی برعکس ہے۔ ہمارے فوجی جوانوں میں سے اگر کوئی اسلام پر تھوڑا سا بھی عمل کرتا ہے تو اُسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر علم ہے۔ ایک کرنل صاحب نے مجھے بتایا کہ مجھے مزید عہدے میں ترقی محض اس بنا پر نہیں ملتی کہ میں غیرت مند ہوں۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ "تم مولوی ٹائپ ہو۔ بیوی کو پردہ کراتے ہو۔ اگرچہ تمہارے منہ پر ڈاڑھی نہیں ہے لیکن تمہارے پیٹ میں ضرور ڈاڑھی ہے۔" انہوں نے بتایا۔ کہ "چونکہ میں نماز پڑھتا ہوں اور ہفتے کے روز سیچرڈے ڈنر (RATURDAY DINNER) میں بیوی کو بے پردہ نہیں لے جاتا تو مجھے مُلّا مُلّا کہتے ہیں۔"

دنیا کی دوسری قومیں ملک کے لئے قربانیاں دے کر قابل فخر کارنامے بجا لاتی ہیں۔ دیکھ لیجئے آج ویت نام میں کتنے امریکن مر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان زمین کے لئے، حکومت کے لئے، نظام تمدن کے لئے، نظام معیشت کے لئے نہیں پڑتا۔ بلکہ ؎

شہادت ہے مقصود و مطلوبِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہ چیز ہمارے نظریات سے ٹکراتی ہے۔ ہم اسلام کی بالادستی چاہتے ہیں اور اگر اتنی عظیم قربانیاں دے کر ہمیں اسلام کی سربلندی حاصل ہو جائے تو یہ مہنگا سودا نہیں ہے۔ ع

شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

ہم اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اگر اس راہ میں ہمیں موت بھی آ جاتے تو ہمارے لئے یہ سب سے بڑی شہادت ہے۔ ہم پاکستان کے وفادار ہیں اگر کوئی کافر یا دشمن اس کی طرف بُری نظر بھی اٹھا کر دیکھے گا تو ہم اس کی آنکھ نکال لیں گے لیکن ہم اس ملک کو جنت نشان بنانے کے خواہاں ہیں اور یہ گوہر مراد آپ حضرات کے منظم ہونے کی ہی صورت میں حاصل ہو سکے گا۔ وما علینا الا البلاغ

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کا خطاب

حضرت نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بات سمجھ میں آ گئی کہ مذہب اسلام میں دین اور سیاست کوئی دو چیزیں نہیں ہیں۔ آپ حضرات ماشاءاللہ دین کی تبلیغ تو خوب کر رہے ہیں۔ لیکن اس دین کے احکام کو اس ملک میں نافذ کروانے کے لئے بھی عملی جد و جہد از بس ضروری ہے۔ اس مقصد کے علاوہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ ملک میں جتنی بھی جماعتیں ہیں کسی کا بھی یہ مقصد نہیں ہے — مل جل کر جد و جہد کی ضرورت ہے۔ آپ کی آواز میں قوت ہوگی تو بات بنے گی ورنہ حکومت اس کو گوزِ شتر سمجھے گی۔ آج کل مسلح قوت سے زیادہ پروپیگنڈے کی ضرورت ہے — انگریزی حکومت محض پروپیگنڈے کے بل بوتے پر قائم تھی۔

اگر اسلام کا بچاؤ منظور ہے تو پھر متحد ہو جاؤ۔ طاقت تنظیم سے حاصل ہوتی ہے۔ صحیح جماعت جو اسلام کی علمبردار ہے وہ جمعیۃ علماء اسلام ہے۔ جو لوگ صحابہؓ کے کارناموں پر تنقید کرتے ہیں، اُن کے ہر کام پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور کیڑے نکالتے ہیں وہ ہرگز ہرگز اسلام کے بہی خواہ نہیں ہیں۔ یہ جعلی خود ساختہ پیر آپ لوگوں کے خلاف ہیں۔ محکمہ اوقاف آپ کے خلاف ہے۔ اگر ہم قوم کا مفاد نہ سوچیں گے تو اللہ تعالیٰ کسی اور قوم سے کام لے لے گا۔ آج کل کے دور میں ممبرشپ کے لحاظ سے قوم کی قوت ناپی جاتی ہے گھر گھر پھر کر جمعیۃ کے ممبر بنانا علماء حضرات کے لئے مشکل ہے۔ آپ حضرات آگے بڑھئے اور ہمارے دست و بازو بنئے۔ دوسری جماعتیں گھر گھر جاتی ہیں۔ اور ممبر سازی کی کوشش کرتی ہیں وہ لوگ عائلی قوانین کی حمایت کا وعدہ بھی کرتے ہیں۔ یاد رکھئے یہ سارے جعلی پیر حکومت کے پیدا کردہ ہیں۔ حکومت نے مرزائیوں کو چھوڑا ہوا ہے۔ عیسائیوں کے کے ساتھ کوئی سختی نہیں ہے۔ فضل الرحمن کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جمعیۃ علماء کے اسلام یہاں کسی باطل کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

میں پھر آپ کو زور سے کہتا ہوں کہ آج کا ہتھیار تنظیم ہے آپ ممبر سازی کی مہم کو کامیاب بنائیں۔ اگر علماء کام نہ کریں گے تو پھر وہ اچھی طرح یاد رکھ لیں۔ نہ اُن کے مدرسے کام آئیں گے نہ اُن کے یہ جلسے۔ دیکھ لیجئے۔ آج ہمیں مسجدوں سے بھی نکالا جا رہا ہے اور دوسری طرف بے حیائی کے جشن منائے جا رہے ہیں۔ دین کے رنگ میں یہ عُرس کی شکل میں جشن منا رہے ہیں۔ یہ مدرسے اور مسجدیں ہمارے قلعے ہیں۔ اسلام کی قوت کا راز تنظیم میں پنہاں ہے۔ آپ جلد از جلد منتظم ہو جائیں۔ اور ہر باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تحصیل مری کی دو لاکھ کی آبادی ساری کی ساری ممبر بن جائے۔ جہاں تک آپ کے بس میں ہے۔ ہمارے مرکزی دفتر لاہور سے فارم منگوا کر ممبرشپ کی مہم کو کامیاب بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

اجلاس کے آخر میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

نورانی مجلسیں

مرتب: محمد عثمان غنی ——— قسط ۳

گذشتہ سے پیوستہ

مجاہدِ ملت حضرت مولانا، غلام غوث صاحب ہزاروی کی تقریر کے اقتباسات

"...میں جب صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا تو ایک روز سندھ کے وزیر محمد خان جونیجو صاحب کے دفتر میں بیٹھا تھا، کسی کام کے لیے ایک شخص آیا، بڑی کتابیں اس پر لدی ہوئی تھیں، آم چوسی ڈاڑھی تھی اس کی "آم چوسی" ڈاڑھی جانتے ہیں آپ؟ آم چوستے ہیں نا؟ تو آخر میں جب زور کرتے ہیں تو ذرا سی گٹھلی باہر نکل آتی ہے۔ بعض لوگوں کی ڈاڑھیاں آم چوسی ہیں ان سے خدا بچائے۔ مرزا غلام احمد نے بھی کہا کہ دجال کی پوری حقیقت رسول اللہ ﷺ پر نہیں کھلی تھی (العیاذ باللہ) آدھی پیشین گوئی تاریخ سے غلط ثابت ہوئی (العیاذ باللہ)۔ ("رسائل و مسائل" حصہ اول میں لکھتا ہے)۔ جو لوگ پیغمبروں کی تنقید پر خفا نہیں ہوتے، صحابہؓ پر تنقید سے خفا نہیں ہوتے۔ شاہ ولی اللہ اور حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی پر تنقید سے خفا نہیں ہوتے اور مودودی صاحب کا نام لینے سے خفا ہوتے ہیں وہ اپنے ایمان پر نظرِ ثانی کریں بات صاف کہنی چاہیئے۔ جس سے قوم کو فائدہ ہو۔ اس وقت فتنے ہیں ملک کے اندر اسلام کے نام سے بھی فتنے ہیں۔ ایک کسی بات نے کہی وہ بات عیسائی کہتا تو اس کے دانت توڑ دیتے کہ حضورؐ کی پیشین گوئی کو تاریخ سے غلط ثابت کرتا ہے؟ تو کس باغ کی مولی ہے تو اپنے آپ کو مسلمان کیسے کہتا ہے حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے۔ پیغمبر کے بارے میں۔ کہ تبلیغ رسالت کے فریضہ کی ادائیگی میں ان سے کوتاہیاں ہوئیں۔ کہو تم میرے بارے میں جو چاہو لکھو، میدان میں آؤ ہمارے ساتھ بات کرو۔ یہ لکھا ہے کہ نہیں لکھا؟ اگر لکھا ہے، اس کو کیا حق ہے تفسیر لکھنے کا؟ حرام ہے مودودی صاحب کے لیے قرآن کی تفسیر لکھنی۔ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل میرے محترم دوستو! بات مرزے کی چلی تھی۔ میں بیٹھا تھا محمد خاں جونیجو کے پاس۔ ایک آم چوسی ڈاڑھی والا آیا اور کتابیں لاکر پاس رکھ دیں اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ جی میں مشنری ہوں تو اس نے کہا عیسائی مشنری؟ کہا "نو، آئی ایم مسلم مشنری (NO-I AM MUSLIM MISSIONARY) محمڈن مشنری (MOHAMMADAN MISSIONARY)۔ تو اس وزیر پر بڑا اثر ہوا۔ وزیر نے کہا عیسائی مشن کام کرتے ہیں تو چلو بھائی مقابلے میں مسلمان مشن بھی ہمارے پیدا ہو گئے۔ خوش ہوا بیچارا۔ اب میں نہیں جانتا مجھے وہ جانتا تھا آم چوسی ڈاڑھی والا یا نہیں پہچانتا تھا۔ لیکن جلدی اٹھ کر چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ جب جانے لگا تو وزیر اٹھ کر ملا اسے۔ میں نے وزیر صاحب سے کہا ذرا یہ کتاب دیجئے مجھے۔ اتنی کتابیں گدھے کا بوجھ تھا۔ گدھے کا۔ میں نے جو دیکھیں خوبصورت جلدیں، نام کسی پر "جہاد" لکھا کسی پر "ختم نبوت" لکھا، کسی پر کیا لکھا دجالانہ نام۔ دھوکے سے اندر ساری مرزائیت کی وسوسہ اندازی تھی۔ میں نے وزیر صاحب سے کہا یہ تو قادیانی ہے، گمراہ کرنے کے لیے لٹریچر دیا ہے۔ انگریزی میں بھی اور اردو میں بھی۔ میں نے کہا یہ مجھے دے دیجئے۔ اس نے دے دیا سارا وہ گدھے کا بوجھ۔ اس میں سے ایک کتاب اردو کی میں نے پاس رکھی اور صدر صاحب سے جب اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ مری میں غالباً تو میں نے وہ کتاب پیش کی کہ کچہریوں میں وزارتوں میں، دفتروں میں یہ کفر کی وسوسہ اندازی ہو رہی ہے۔ حضرت! میں نے فرض ادا کیا۔ (خطاب صدرِ جلسہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی سے ہے) تو صدر صاحب نے خدا جانے کیا کیا۔ بہرحال ٹال دیا۔ پھر میں نے کہا کہ ایک بھائی آپ کے پاس سیکرٹری ہے اور ایک بھائی امریکہ میں سفیر ہے اور یہ تو جاسوس ہیں"....

"مولانا محمد علی جالندھری ایک مرزائیت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ارتداد ہے لیکن جناب والا یہاں تو مرزائیت بھی ہے، یہاں تو انکارِ حدیث بھی ہے۔ یہاں تو قرآن کے خلاف قوانین بھی ہیں، یہاں تو لڑکیاں، مائیں بہنیں ناچتی بھی ہیں، یہ دوست کہہ رہا ہے کہ عورتیں بازار میں پھرتی ہیں، بڑی بےغیرتی ہے، اس پر بھی تقریر کرو۔ ارے بازار میں پھرتی ہیں، جو دوسروں کے ساتھ ناچتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اس بازار میں کیا ہو رہا ہے؟ اور یہ جو ایک دوسرے کے ساتھ اپنی بیویوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہ دیوسیاں حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی۔ اس ہندوستان میں، انڈیا میں حکومتیں گذری ہیں، خاندانِ غلاماں، خاندانِ لودھیاں، خاندانِ سادات خاندان مغلیہ، پٹھان، سب کی حکومتیں گذری ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے تھے کہ "آں زمانِ غلاماں بود و آں دورِ سادات بود و آں دور لودھیاں بود و آں دورِ مغلاں بود و آں دور فرنگیاں بود و ایں دورِ دیوسان است" آپ فرمائیے کیا ہو رہا ہے ملک میں؟ کیا ہو رہا ہے کلبوں میں؟ اتوار کی رات کو چھپ کر جاکر کسی طرح دیکھو۔ انگریز کے زمانے میں تو روشنیاں گل کرکے کھیل کھیلا کرتے تھے۔ اور یہ روشنی میں کھیلا کرتے ہیں۔ بے حیا۔ بے شرم۔ بے غیرت کہو کہ گالیاں دیتا ہے۔ دیتا ہوں گالیاں۔ چلاؤ مقدمہ میرے اوپر۔ ہم نے ایک اجلاس کیا

پشاور میں ۱۹۴۹ء میں ہم نے ایک بڑے صاحب کو اس جلسے کا صدر استقبالیہ بنایا۔ پھر ہمارے مولوی کے پاس تو یہ ہی مصیبت ہے کہ پیسے نہیں۔ پیسے میرے پاس ہوتے تو حکومت سے ایک بات کہتا۔ یا فتنوں کو خود روکو یا ہم کو اور ان کو کھلا چھوڑ دو۔ اگر آج حکومت ہم کو اور ان فتنوں کو کھلا چھوڑ دے اگر ایک مہینے کے اندر اندر ان کو سمندر سے پار نہ کر دیں تو ہم کو پکڑ کے مارو۔ تو محترم دوستو! رسید بک جا کر ہم نے دے دی اس بزرگ کو کہ ذرا اپنے حلقے میں چندہ تو اکٹھا کر دیجیے، ہمارے پیسے، بڑی کانفرنس ہے، تو کچھ دنوں کے بعد میں اور حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب پوپلزئی مدظلہ العالی ان کے پاس گئے پشاور میں کہ جناب کچھ چندہ ہوا ہے تو دیجئے "ذرا ادھر ہوا! میں تو بھول گیا وہ تو مجھے یاد نہیں رہا" اچھا جی آپ نے ایک رسید بک لی تھی کہ میری بیگم بھی چندہ اکٹھا کرے گی، انہوں نے بھی کچھ کیا کہ نہیں؟" "اوہو! وہ تو میں دے ہی نہیں سکا بیگم کو" ہم نے کہا چلیئے جی خالی رسید بکیں واپس دے دیجئے کہنے لگے نہیں اس طرح کرو کہ آج اعلان کر دو کہ فلاں کی بیگم اور بیوی کی تقریر ہو گی، جلسہ ہو گا تو رات کو بہت چندہ ہو جائے گا۔ ہم نے کہا کہ جناب علماء جلسہ کریں یا اور اس بیگم کی تقریر کا اعلان کریں۔ یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ "نہیں جی! اس میں کیا حرج ہے۔ بڑا چندہ ہو جائے گا" ہم نے مانا نہیں اور جان نہیں چھڑا سکتے پیچھے پڑ گیا ہمارے۔ پھر کہنے لگا اچھا اس طرح کرو اس کانفرنس میں میری بیگم کی تقریر کرا دو" ہم نے کہا دلی تک کے علماء آئیں گے، ایسا ہم کر سکتے ہیں؟ کہا کر دو دیکھو پردے کے اندر سے بولے گی" میں نے کہا عورت کو اذان کی اجازت نہیں ہے جناب۔ وہ اب پیچھے پڑا تھا، کہنے لگا دیکھو تم اعلان کر دو جلسے کا کوئی کس نیت سے آئے گا کوئی کس خیال سے آئے گا، کوئی کس خیال سے آئے گا۔ بڑا چندہ ہو جائے گا۔ اب میں کہوں کہ بے غیرت۔ اپنی بیوی کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ تم اعلان کرو، دیکھو کوئی کس خیال سے آئے گا۔ کوئی کس خیال سے آئے گا کوئی کس خیال سے آئے گا۔ یہ تعلیم ہے جناب۔ یہ کالجوں کی تعلیم ہے ہماری۔ مولانا ایک مرزائیت کو رو رہے ہیں یہاں تو آوے کا آوا بگڑ گیا ہے۔ کالجوں میں جوان لڑکیاں جوان لڑکے مسٹنڈے آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ میں کراچی گیا۔ ایک نوجوان پشاور کا آیا میرے پاس "کیا کرتے ہو؟" "جی میڈیکل کالج میں پڑھتا ہوں" "کونسی جماعت میں؟ پڑھتا کیا ہے؟" (رونے لگا) کہا "کیا پڑھنا ہے سامنے میرے ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہوتی ہے، میں کیا پڑھ سکتا ہوں؟ آپ سے پوچھتا ہوں کیا کوئی پڑھائی ہو سکتی ہے؟ وہ تو ورق گردانی ہو گی۔ مسجد ہے اس لیے اس سے آگے کچھ نہیں کہتا۔"

"خدا جانے زمانہ کیسے بدل گیا شادی ہوتی ہے، دولہا دلہن کی تصویریں اخباروں میں آتی ہیں۔ یعنی دلہن اپنا چہرہ اپنے خسر کو ساس کو نہیں دکھاتی ہمارے اس ملک میں۔ لیکن آج زمانے نے اتنی "ترقی" کی ہے کہ دلہن اور دولہا... میں اگر کہوں لفظ سخت تو خفا ہوں گے۔ کیا کروں میں بھی بڑا مجبور ہوں، میری بھی یہ خو بڑی خراب ہے، کنجر اور کنجری کی تصویر نکالی جاتی ہے، جو سامنے بیٹھتے ہیں فوٹو گرافر کے اور تصویر اخباروں میں آتی ہے تو سب دیکھتے ہیں کہ یہ فلاں لیڈر صاحب کی لڑکی ہے اور یہ فلاں نواب کی لڑکی ہے۔ ہم تو تنگ آ گئے ہیں ہم کو ملک بدر کر دو۔ جلدی کرو ہم تنگ آ گئے ہیں۔ ہماری روح فنا ہو رہی ہے۔ ہم مر رہے ہیں۔ ہمیں سرانڈ کی بدبو آ رہی ہے۔ ہم کو اندر کرو کسی طرح، اللہ اللہ کریں۔ ہم اس فضا کو نہیں برداشت کر سکتے ہم یورپ کی اس تہذیب پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ہم پاکستان میں اس تہذیب کو نہیں چلنے دیں گے۔"

"میرے دوستو! اگر صدر اجلاس حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی سامنے نہ ہوتے تو میں کچھ کہتا لیکن اور ضرورت نہیں ہے، ہاتھ پہ ہاتھ رکھو، بیعت کرو، اللہ اللہ کرنا سیکھو، یہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھنا حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہ ہاتھ ہو جائے گا اور وہ حضرت امروٹیؒ کے ہاتھ پہ چلا جائے گا۔ اور جاتے جاتے یہ مقدس پانی اسی پاک دریا کا ہو گا جو مدینہ منورہ کا ہے۔ دریا سے نہر نکلتی ہے پھر نہر سے اور نہر نکلتی پھر اور چھوٹی چھوٹی نہریں ہو جاتی ہیں لیکن پانی وہی ہوتا ہے۔ یاد رکھو اس بات کو صرف یہی دیکھنا ہے کہ اتباع سنت ہو، رسول اللہ کے تابعدار ہوں سنت رسول کے خلاف نہ ہوں۔ ایسے پیر نہ ہوں، سرکاری پیر، لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے حق چھپانے کیلئے۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے خصوصاً آجکل اولیاء سے (جو شریعت کے تابع نہیں)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کا

پروگرام

۲۰ راگست بروز ہفتہ: صبح ۹ بجے بذریعہ خیبر میل عازم کوئٹہ ہوں گے

۲۱ راگست: مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت فرمائیں گے۔

۲ ستمبر بروز جمعہ: ۴ بجے سہ پہر بذریعہ ریل کار لاہور سے عازم سرگودھا ہوں گے۔

۳ ستمبر بروز ہفتہ: جامعہ قاسمیہ لائل پور کے سالانہ اجلاس میں شرکت فرمائیں گے۔

۴ ستمبر بروز اتوار: چک ۲۱۳/گ ب تشریف لے جائیں گے۔

۵ ستمبر بروز سوموار: گوجرہ جائیں گے۔

۶ ستمبر بروز منگلوار: کلویا چک ۲۷۹/ب ج نزد ٹوبہ ٹیک سنگھ

۷ ستمبر بروز بدھوار: لاہور واپسی ہو گی۔

۱۶ ستمبر بروز جمعہ: عوامی ایکسپریس سے کراچی تشریف لے جائیں گے۔

۱۷ ستمبر تا ۲۰ ستمبر کراچی میں قیام ہو گا۔

۲۱ ستمبر کو کراچی سے واپس لاہور روانہ ہوں گے

(حاجی) بشیر احمد

اصلاح النساء

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

غرض عقل اور شے ہے اور چالاکی و مکر اور چیز ہے۔ عقل محمود ہے اور اس کا نہ ہونا مذموم اور چالاکی مذموم ہے اور اس کا نہ ہونا محمود چنانچہ شریعت میں یہ بھی محمود نہیں ہے کہ دوسروں کو ضرر پہنچائے کہ مکر ہے اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو مضرت سے نہ بچائے کہ کم عقلی ہے۔ حدیث میں ہے کہ "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا،، مطلب یہ ہے کہ اگر مومن کو کسی جگہ سے ضرر پہنچے تو اس کی شان یہ نہیں ہے کہ پھر وہاں جائے یا کسی آدمی سے تکلیف و نقصان پہنچا تو یہ مناسب نہیں کہ پھر اس سے معاملہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لیے اتنی بیدار مغزی کمال کی بات ہے کہ اپنے مضرت سے بچائے اسی واسطے دین کو نفع ہمیشہ عقلا ہی سے ہوا ہے۔ انبیاؑ اور مقتدائے دین جس قدر ہوئے ہیں سب بڑے عاقل تھے کسی نبی کی ایسی حکایت نہ سنی ہو گی کہ وہ بھولے ہیں ان کو کچھ خبر نہ ہو ہاں چالاک و مکار نہ تھے عاقل، ہوشیار حکیم تھے اور یہی تو وہ شے ہے کہ جس کی بنا پر خلیفہ اللہ بنایا گیا ہے۔

غرض کہ عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں اس چالاکی اور مکر کی وجہ سے عاقل کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتی ہیں کہ جس سے شوہر کا دل اپنی طرف ہو جائے اور سب سے چھوٹ جائے بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے اول کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ شوہر ماں باپ سے چھوٹ جائے بڑے ظلم کی بات ہے کہ جس ماں نے مشقتیں اٹھا کر اس کو پالا اپنا خونِ جگر پلایا خود تکلیف میں رہی اس کو آرام سے رکھا اس کے تمام ناز برداشت کیے اور جس باپ نے دھوپیں کھائیں اور اولاد کے لیے گھر چھوڑا محنت کر کے ان کو پالا آج ان کی خدمات کا یہ صلہ دیا جاتا ہے کہ ان سے چھڑایا جاتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پھر اگر یہ منتر ان کا چل گیا تو اس پر بھی اکتفا نہیں کرتی ہیں کہ تم تو الگ ہو گئے مگر تمہاری کمائی تو ان کے پاس جا رہی ہے کبھی ماں کو جوتا لا دیا کبھی نقد کچھ دے دیا۔ غرض کوشش کر کے اس میں بھی کامیاب ہوتی ہیں پھر اس پر بھی صبر نہیں آتا اس کے بھائی بہن سے اور اگر پہلی زوجہ سے اولاد ہو اس سے چھڑا دیتی ہیں غرض شب و روز اسی فکر میں گزرتا ہے اور یہی رات دن سعی ہوتی ہے کہ سوائے میرے اور میری اولاد کے کوئی نہ ہو اور انہیں کی بدولت بہت سے گھر دل ہیں بلکہ بہت سے خاندانوں میں نااتفاقی ہو جاتی ہے۔ مردوں میں یہ بے احتیاطی ہے کہ ان کی باتیں سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور خود اس کفران اور اذہاب کی وجہ سے دو ہیں۔ اول تو ان کی زوج کی مساوات کا زعم ہوتا ہے کہ ہم اس سے کیا کچھ کم ہیں چنانچہ یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ مناظرہ میں بھی ہم غالب رہیں۔ جو بات شوہر کہتا ہے اس کا جواب ان کے پاس تیار رہتا ہے کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ ناگوار ہو یا گوارا خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو اور کفران کے آثار اکثر اس دعوئے مساوات سے پیدا ہوتے ہیں۔

اب میں ان حضرات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو مساوات حقوق زوجین کی کوشش کرتے ہیں ان سے التماس ہے کہ آپ حضرات جو اس سعی میں ہیں کہ مرد و عورت میں مساوات ہو جائے تو قطع نظر سب جوابوں کے کہتا ہوں۔ اگر آپ ہی کی بیگم صاحبہ آپ سے مساوات کا دعوے اور مقابلہ میں اگر سوال جواب کرے تو سچ کہنا آپ ناخوش نہ ہوں گے ضرور ہوں گے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میرے اہل و عیال میرے تابع ہو کر رہیں اور خصوصاً جنٹلمین حضرات کہ مساوات تو کیا رکھتے۔ معمولی حقوق بھی بیبیوں کے ضائع کرتے ہیں بیبیو! تم مردوں کے برابر کیسے ہو سکتی ہو تم ہر طرح اور ہر امر میں پیچھے رہ گئی ہو دیکھو تمہاری امامت جائز نہیں۔ میراث، شہادت، امارت، ولایت وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو تم آگے کیوں بڑھنا چاہتی ہو۔ امام صاحب کا قول ہے کہ اگر صف میں مرد کے برابر عورت کھڑی ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی جب عبادات میں مساوات نہیں ہے جس میں زیادہ اہمیت زیادہ عقل کی بھی ضرورت نہیں تو معاملات میں کہ جن میں بہت سے ان امور کی ضرورت ہے جو خاص مردوں میں پائے جاتے ہیں کیسے برابر ہو سکتی ہو۔ اور تم برابری کا دعویٰ کرنا چاہتی ہو حالانکہ تمہارا مرتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اس لیے حدیث میں آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی غیر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے مولیٰ کو سجدہ کرے اور یہ نہیں فرمایا کہ لونڈی کو حکم دیتا کہ اپنے مولیٰ کو سجدہ کرے، معلوم ہوا کہ تمہارا مرتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اور شوہر کا مرتبہ مالک سے بھی زیادہ ہے مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ خاوند سے دبنا نفس کے خلاف ہونے سے عار سمجھا جاتا ہے تم ان احکام کو دین ہی نہیں سمجھتیں۔ بڑا شوق دین کا ہو گا تو وظائف اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کی بہت سی تسبیح پڑھ ڈالیں گی۔ میں کہتا ہوں کہ وظائف کا مرتبہ تو ان سب سے پیچھے ہے بڑی فضیلت اسی میں ہے جس کام میں نفس کا خلاف ہو اور ان وظائف کو اجزاء دین میں سے اکثر نے انتخاب کیا ہے کہ اس کے اندر نفس کا ایک خفی کید ہے وہ یہ ہے کہ عام میں اس کی وجہ سے تعظیم و تکریم بہت ہوتی ہے۔ عام بزرگ سمجھنے لگتے ہیں اس لیے اس میں نفس خوش ہوتا ہے اور خاوند کی حرمت اور تعظیم اور اطاعت نفس کے خلاف ہے۔ اس لیے اس سے اعراض ہے۔

غرض کہ ایک وجہ خرابی کی تو زعم مساوات ہے دوسری وجہ حسد ہے۔ یہ مرض بھی عورتوں میں بہت ہے۔ ذرا ذرا سی

شے پر ان کو حسد ہوتا ہے۔ مثلاً اسی پر حسد ہوتا ہے کہ ماں باپ کو یہ شے کیوں دیتا ہے۔ اگر ماں باپ نہ ہوتے تو یہ شے ہمارے پاس رہتی۔ لیکن اے عورتو! میں تمہاری اس امر میں تعریف کرتا ہوں کہ تمہارا ایمان تقدیر پر بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہے۔ مردوں کو صدہا وسوسے پیش آتے ہیں علماء سے الجھتے ہیں لیکن تم کو اس میں شک و شبہ بھی نہیں ہوتا مگر معلوم نہیں کہ تمہارا تقدیر پر ایمان لانا اس موقع پر کہاں گیا۔ خوب سمجھ لو کہ جس قدر تقدیر میں ہے وہ تم کو مل کر رہے گا۔ پھر حسد اور جلن کس لیے کرتی ہو اور یہی حسد ہے جس کی وجہ سے سوت سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے لیکن کوئی عورت اس کا اقرار ہرگز نہ کرے گی کہ مجھ کو حسد ہے بلکہ مختلف پیرایوں میں یہ جلن نکالتی ہے۔ کبھی کہتی ہے کہ فلانی میں یہ عیب ہے فلانی باہر کی ہے یا شرافت میں میرے برابر نہیں ہو سکتی

ہمارے قصبات میں بالخصوص شرافت کا دعویٰ ایسا مرض ہے کہ باہر کی عورت یا مرد کیسا ہی شریف ہو مگر اپنی شرافت کے گھمنڈ میں کسی کو منہ نہیں لگاتے اور مجھ کو تو اسی میں شبہ ہے کہ ہم لوگ جو شریف کہلاتے ہیں۔ آیا واقع میں ایسے ہی ہیں یا نہیں کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر شیوخ ہیں۔ کوئی تو اپنے کو صدیقی کہتا ہے کوئی فاروقی کوئی علوی کوئی عثمانی کوئی انصاری کیا ان چار پانچ صحابہ کے سوا نعوذباللہ اور صحابہ منقطع النسل تھے کوئی اپنے کو یہ نہیں کہتا کہ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوں یا حضرت مقداد بن الاسودؓ کی اولاد میں ہوں سب ان چار پانچ حضرات ہی کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ شبہ ہوتا ہے کہ یہ سب تراشیدہ یاراں ہے مشاہیر اور جلیل القدر والشانہ صحابہ کو لے کر ان کی طرف نسبت کرنے لگے۔ جن کے پاس نسب نامہ محفوظ نہیں ظاہر ہے کہ ان کا بیان تو زبانی ہی قصہ ہے اور جن کے پاس نسب نامہ ہے اس میں بھی اوپر سے اشتباہ ہے کہ کوئی تحقیقی بات نہیں ہے چنانچہ ہم لوگ تھانہ بھون کے فاروقی مشہور ہیں مگر تاریخ سے اس میں شبہ پڑتا ہے اس لیے کہ ابراہیم بن ادھمؒ اس سلسلہ نسب میں موجود ہیں اور ان میں اختلاف ہے کوئی ان کو فاروقی لکھتا ہے کوئی عجلی کوئی تمیمی کوئی سید زیدی لکھتا ہے پھر ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم کہیں فلانی کم قوم کی ہے۔ خوب یاد رکھو قیامت کے دن صرف یہ پوچھا جائے گا ماذا اکتسب یعنی تو نے کیا کمایا یہ نہ پوچھا جائے گا لمن انتسبت یعنی کس کی طرف منسوب تھا اور جس قدر اقوام ہیں سب کے مرجع اور منتہا یقینی طور پر آدم علیہ السلام ہی ہیں مگر معلوم نہیں ان کی طرف اپنے نسبت کیوں نہیں کرتے۔ اگر جواب میں کہا جائے کہ وہ بعید ہیں اور نسب میں قریب کا اعتبار ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر قریب کا اعتبار ہے تو میں ایک شے نہایت قریب بتاتا ہوں اس کی طرف نسبت کرو وہ کیا ہے ایک آبِ ناپاک۔

ایک بزرگ کے سامنے سے ایک شخص نہایت فخر اور تکبر سے اکڑتا ہوا نکلا اس بزرگ نے اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی اتراؤ مت اس نے کہا کہ تم مجھ کو نہیں جانتے میں کون ہوں فرمایا ہاں جانتا ہوں اولک نطفة قذرة واخرک جیفة مذرة وانت بین ذالک تحمل العذرة۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ شرفِ نسب کوئی چیز نہیں ہے آخرت میں تو واقعی کوئی چیز نہیں عمل ہی کام آنے والا ہے۔ لیکن دنیا میں وہ بیکار بھی نہیں ہے شریعت نے خود اس کا اعتبار کیا ہے اگر نسب کوئی چیز نہ ہوتی تو غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور یہ قانون مقرر نہ ہوتا الائمة من قریش ان احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع نے بھی شرفاء میں ضرور تفاوت رکھا ہے اور یہ تفاوت مصالح تمدنیہ کی حفاظت کے لیے ہے اگر سب کے سب اس میں یکساں ہوتے تو تمدن محفوظ نہ رہ سکتا نہ کوئی کام چل سکتا مثلاً اگر کوئی گھر بنانے کے لیے کسی کو کہتا تو وہ کہتا تم ہی ہمارا گھر تعمیر کر دو۔ نائی سے خط بنانے کو کہتے وہ کہتا آپ ہی میرا خط بنایئے دھوبی کپڑے نہ دھوتا غرض سخت مصیبت ہوتی۔ اگر بڑھئی کی ضرورت ہوتی تو وہ نہ ملتا۔ اگر نوکر کی ضرورت ہوتی تو نوکر نہ ملتا۔ یہ ادنیٰ اعلیٰ کا تفاوت ہی ہے جس سے لوگوں کے کام چل رہے ہیں۔ چنانچہ الائمة من قریش میں بھی ایک انتظامی مصلحت ہے قدرتی طور سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو فضیلت دی ہے تو جب ائمہ اور امرا ان میں سے ہوں گے تو اوروں کو ان کے اتباع سے عار نہ ہوگا اور ان کو دوسرے کے اتباع سے ہوتا اور جنگ و جدل کی صورت قائم ہوتی اور نیز یہ قاعدہ ہے کہ آدمی اپنے خاندانی شے کی بہت حفاظت کرتا ہے تو اگر قریشی امام ہوگا تو دین کی حفاظت دو وجہ سے کرے گا ایک اس وجہ سے کہ دین ان کے کا ہے دوسرے مذہبی تعلق سے پس معلوم ہوا کہ نسب میں مصالح تمدنیہ تو دع ہیں اس لیے وہ بیکار نہیں مگر نسب پر تکبر کرنا اور فخر کرنا ہر حالت میں حرام ہے اور آجکل کے شرفاء میں تو نسب پر تکبر ہی ہے مگر غیر شرفاء میں دوسرے طور پر تکبر پایا جاتا ہے کہ اپنے کو شرفاء کے برابر سمجھتے ہیں اور اپنے میں اور ان میں کوئی فرق نہیں جانتے یہ بھی زیادتی ہے جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ غرض یہ کہ تفاخر اور کبر بھی برا ہے جیسا مدعیان شرافت خصوصاً عورتوں میں ہے اور فرق مراتب نہ رکھنا بھی ناپسندیدہ ہے۔ جیسا دوسری قوموں نے اختیار کیا ہے۔

محمد بشیر انصاری

ایک ستونِ دین، ایک حدِ فاصل

بے شک نماز ایسی ہی دولت ہے اور اس کو اپنی اصلی حالت پہ پڑھنے کا ثمرہ یہی ہے کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو نماز کے کمال میں کمی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بری باتوں میں مشغول ہو تو اس کو اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیئے اس کی برکت اور تاثیر سے بری باتیں انشاء اللہ العزیز نمازی سے آپ ہی چھوٹتی چلی جائیں گی۔

آیئے اب ذرا نماز کی فرضیت و اہمیت اور ستون دین ہونے کا اجمالی طور پہ جائزہ لیں ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسشِ نماز بود

اللہ کی واحدانیت اور اس کے محبوب و محمود پیغمبر و رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت پہ ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان کا سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ زندگی نماز کا قائم کرنا ہے۔ قرآن پاک میں تقریباً سات سو جگہ نماز کی اہمیت و فرضیت اور تقریباً بنانوے آیات مقدسہ میں ترغیب و تاکید مذکور ہے۔ نیز احادیث نبی کریم میں بھی بڑی کثرت سے نماز کی اہمیت وفرضیت اور ترغیب و تلقین وارد ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرمؐ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پہ ہے سب سے اول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دینا یعنی اس بات کا زبان سے اقرار اور قلب سے اعتراف کرنا کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور آخری) رسول ہیں۔ بعد ازاں نماز کا قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا (بخاری و مسلم)
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں چیزیں ایمان کے بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں نبی اکرمؐ نے اس حدیث پاک میں بطور مثال اسلام کو ایک ایسے خیمے کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پہ قائم ہوتا ہے۔ پس کلمہ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے۔ بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چاروں ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پہ ہوں اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر یہ لکڑی موجود ہو لیکن چاروں طرف کے کونوں میں سے کوئی سی لکڑی موجود نہ ہو تو (اس صورت میں) خیمہ قائم تو ہو جائے گا لیکن جس کونے کی لکڑی نہیں ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی۔ اس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پہ خود ہی غور کر لینا چاہیئے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم کر رکھا ہے اور اسلام کا کون سا رکن ایسا ہے جسے ہم نے پورے طور پہ سنبھال رکھا ہے۔ اسلام کے یہ پانچوں ارکان نہایت ہی اہم ہیں۔ حتیٰ کہ اسلام کی بنیاد انہیں کو قرار دے دیا گیا ہے اور ایک مسلمان کے لیے بحیثیت مسلمان ہونے کے ان سب کا اہتمام کرنا نہایت ضروری ہے مگر ایمان کے بعد سب سے زیادہ اہم اور باقی سب ارکان پہ مقدم نماز ہے۔

رسول کریمؐ نے ایک مشہور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا" نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو برباد کر دیا"

ترکِ نماز کے بیان میں

کتب احادیث میں نماز نہ پڑھنے پہ بہت سخت عذاب ذکر کیے گئے ہیں نمونے کے طور پہ چند احادیث کا ترجمہ ہی پیش کرتا ہوں۔ مخبرِ صادقؐ کا ایک ارشاد بھی سمجھ دار کے لیے کافی تھا مگر حضورؐ کی شفقت کے قربان! کہ آپ نے کئی کئی طرح سے اور بار بار اس چیز کی طرف متوجہ فرمایا کہ ان کے نام لیوا (امت) کہیں اس میں کوتاہی نہ کرنے لگیں۔ پھر افسوس ہے ہمارے حال پہ کہ ہم حضور کے اس اہتمام کے باوجود نماز کا اہتمام نہیں کرتے۔

حضورِ اقدسؐ نے فرمایا کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے (احمد۔ مسلم)

ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان حدِ فاصل نماز کو قائم کرنا ہے۔ جو شخص نماز ادا کرتا ہے وہ دائرہ اسلام میں رہتا ہے اور جو شخص نماز کو قائم نہیں کرتا وہ کفر کی راہ اختیار کرتا ہے یعنی دائرہ کفر میں چلا جاتا ہے۔
(ابوداؤد۔ نسائی)

ایک جگہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی ایک بھی نماز فوت ہو گئی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے تمام لوگ اور مال و اسباب سب کچھ چھین لیا گیا ہو (احمد)

ابن عباسؓ رسول کریمؐ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بلا عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پہ پہنچ گیا (حاکم)

اگر کسی شخص سے کوئی معتبر آدمی یہ کہہ دے اور اسے یقین آ جائے کہ فلاں راستہ راہزنوں اور لٹیروں کا مسکن ہے اور جو کوئی بھی رات کے وقت اس طرف سے گذرتا ہے ڈاکو اس کو ہلاک کر کے سارے مال و اسباب پہ قبضہ کر لیتے ہیں تو کون بہادر ہے جو بوقت شب اس راستے کا رخ بھی کرے؟

رات تو درکنار دن کو بھی بمشکل ہی اس طرف سے گزرے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے محبوب اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرامین مقدسہ ایک دو نہیں، تین چار نہیں کئی احادیث

میں وارد ہوئے ہیں اور ہم مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر صادق ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹی زبانوں سے کرتے ہیں مگر ان ارشادات عالیہ کی تعمیل میں ہم کہاں تک اپنا سر تسلیم خم کرتے ہیں؟ یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر سوچنے کی بات ہے کوئی کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے؟

تعارف وتبصرہ

نور محمد انور

نام کتاب ۔ ہجرت رسولؐ ویار غار رسولؐ
تصنیف : مولانا سید نور الحسن بخاری
ضخامت ۔ ۳۱۲ صفحات. کتابت طباعت اعلے
سائز $\frac{20\times30}{16}$ قیمت قسم اوّل چار روپے
قسم دوم تین روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

محمود الحسن نور محمد تاجر کتب ۱۴ - بی شاہ عالم لاہور

اس کتاب میں حضرت بخاری صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت الی المدینہ اور آپ کے صاحب ہجرت، رفیق سفر، یار غار اور اقلیم فضل و شرف کے تاجدار حضرت صدیق اکبرؓ کی کتاب فضائل و مناقب اور صحیفۂ کمالات و محاسن کے روشن ترین باب ہجرت مع الرسولؐ کی دلنواز اور ایمان افروز تفصیلات پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ کوئی اہل انصاف سیدنا حضرت صدیقِ اکبرؓ کی مالی و جانی قربانیوں کا انکار نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے اپنی ساری زندگی گزار کر دین حق کی جو خدمت کی ہے وہ اپنے تو کیا اغیار بھی نہیں بھول سکتے۔ ہجرت کے موضوع پر یہ ایک پُر از معلومات ایمان افروز اور مفصل کتاب ہے اس سے پہلے اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب ۔

موت العالِم موت العالَم

مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری وجمعیت علماء اسلام قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف قصوری نے ملک کے ممتاز عالم دین اور جمعیت علماء اسلام سرگودھا ڈویژن کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اسے پوری ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم حادثہ اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ آپ نے کہا۔ مذہبی اور روحانی پیشوا ہونے کی حیثیت سے جہاں آپ نے لاکھوں فرزندان توحید کے دل و دماغ کو انوار توحید سے معطر و منور کیا اور انہیں کتاب وسنت کا شیدائی بنایا وہاں دورِ حاضرہ کی سیاسیات پر بھی آپ کو کامل عبور تھا۔ اور بلاشبہ اس سلسلے میں آپ اعلیٰ بصیرت رکھتے تھے۔ آپ نے مختلف تحاریک مثلاً تحریک ترک موالات ۔ تحریک مسجد شہید گنج ۔ تحریک آزادی کشمیر، آزادی ملک اور تحریک ختم نبوت میں سرگرم حصہ لے کر جو مجاہدانہ کارنامے انجام دئے ہیں ۔ بلاشبہ وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ۔ آپ نے مزید کہا کہ آپ کی وفات سے ملک کے دینی، سماجی اور سیاسی حلقوں میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے ۔ اس کا پُر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے ۔



بچوں کا صفحہ

حضرت عاصمؓ کی شہادت

عبدالہادی، قلعہ گوجرسنگھ لاہور

حق و باطل کی آویزش ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ حق کو دبانے کی جتنی سعی کی گئی ہے وہ اتنا ہی ابھرتا چلا گیا ہے۔ باطل تو مٹنے کے لئے ہی آیا ہے۔ مایوسی و ناکامی اس کا وطیرہ ہے۔ دوام تو حق ہی کو حاصل ہے۔ [illegible] کر اس نازک گھڑی میں حق و [illegible] خاطر جہاد کرنے والے دائمی عظمت و عزت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ انہیں تو حق کی پُرخار وادی میں زخم کھانے میں ہی بے پناہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات داعیانِ حق کے لئے نہایت ہی طمانیتِ قلب کا باعث ہوتی ہے کہ آخر وہ خدا تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی کی خاطر برسرپیکار ہیں۔ اور باطل کے خلاف اس جد و جہد میں دنیوی مفاد کو مطلق دخل نہیں۔ حضرت عاصمؓ انہیں حسین جذبات سے سرشار مشرکین سے برسرپیکار تھے۔ خدا کے نام پر خاک و خون میں تڑپنے کی بے پناہ آرزو اُن رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔ خدا جانے وہ زخموں کی لذت کیسی تھی۔ کہ مصائب و تکالیف بھی ان کی راہ میں حائل نہ ہوسکیں بلکہ گھٹنے ٹیک دئے۔ باطل کے خلاف اس جد و جہد میں حضرت عاصمؓ خدا تعالےٰ کی رضا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہتے تھے۔ رضائے الٰہی انہیں جانِ عزیز سے بھی پیاری تھی اور وہ صرف اسلام کی سربلندی کو مقدم رکھے ہوئے تھے۔

داعیانِ حق کفار سے برسرپیکار ہیں دونوں اطراف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔ عذابِ آخرت سے بے فکر انسانوں نے حق کو مٹانے کی سعی کی۔ لیکن ناکامی ہوئی۔ حضرت عاصمؓ بے پناہ جذبۂ جہاد سے سرشار اُن سے برسرپیکار تھے۔ جنھوں نے خدا کے نام لیواؤں کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کر دی تھیں۔ حضرت عاصمؓ کی دلی تمنّا یہ تھی کہ جان چلی جائے لیکن اسلام پر حرف نہ آئے۔ خدا تعالےٰ کے دین کی سربلندی اُن کی زندگی کا آخری مقصد تھا۔ دل کا آئینہ گدلا ہو تو وہ جمالِ یار سے محروم ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو ظلمت و تاریکی کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔ حضرت عاصمؓ انسانیت کے دَرد سے لبریز دل سینے میں چھپائے ہوئے تھے۔ اُن کے دل کے صاف و شفاف آئینے میں تو صرف رب کا نام منعکس ہو چکا تھا۔ اور دل کو طمانیت بھی خدا کے نام سے ہی میسّر آتی ہے۔ حضرت عاصمؓ کو زخم پر زخم لگ رہے ہیں۔ لیکن تکلیف کی شدّت اس حسین احساس میں گم ہے کہ رحمان و رحیم کی نظرِ خاص اُن کی طرف اٹھی ہوئی ہے۔ اور خالقِ کائنات ان کی اس تکلیف سے واقف ہے۔ آہ و زاری تو وہاں کی جاتی ہے جہاں اس بات کا خدشہ ہو کہ اُسے میرے حال سے واقفیت نہیں۔ لیکن یہاں اس امر کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آخر جس ذات کی خاطر جان کی بھی پروا نہیں۔ وہ حقیقتِ حال سے واقف ہے، آہ و فغاں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حضرت عاصمؓ انہیں جذبات و احساسات سے معمور کافروں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔

داعیِ حق حضرت عاصمؓ زخموں سے نڈھال ہو چکے ہیں۔ انھوں نے خدا کی رضا کے لئے جہاد کیا ہے۔ یہ امر کتنا باعثِ سعادت ہے کہ زخم خدا کے نام پر لگے ہیں۔ شدّتِ تکلیف اس لطیف احساس میں گم ہو چکی ہے کہ وہ خالقِ حقیقی سے خاک و خون میں لتھڑے ہوئے ملیں گے۔ آپؓ نے بارگاہِ صمدیت میں ہاتھ اٹھا دئے۔ ان کی آواز شدّتِ جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔

”اے اللہ! حمد و ثنا آپ ہی کے لئے ہے۔ مصائب و آلام میں آپ ہی کو پکارا ہے — رحیم و کریم اللہ! میرا آخری سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دئے۔ اے اللہ! میں نے سنا ہے کہ کفار کا ارادہ میری کھوپڑی میں شراب پینے کا ہے۔ آپ ہی حفاظت فرمائیے۔ کیا اس کھوپڑی میں شراب پی جائیگی جہاں آپ کا کلام سما چکا ہے۔ مولا! یہ پاک کھوپڑی جہاں کلام اللہ محفوظ ہے، کہیں شراب سے لبریز نہ ہو جائے۔“

وہ مقامِ نیاز سے مقامِ ناز پر آچکے تھے۔ اور انہیں خدا کی ذات پر کامل یقین تھا۔

خدا تعالیٰ کی رحمت عجز و انکساری سے پکارنے والوں کو محروم نہیں کرتی۔ محرومی تو وہاں ہوتی ہے جہاں کبر و غرور اور صرف ذاتیات کا جذبہ کارفرما ہو۔ دنیوی مفاد کو مدِنظر رکھنے والے ناکامی و حسرت کا سامنا کرتے ہیں۔ قدرت حضرت عاصمؓ کی حفاظت کا ذمہ لے چکی تھی۔ جنگ کے خاتمے پر کفار حضرت عاصمؓ کی طرف ناپاک ارادے سے بڑھے۔ قدرت کی طرف سے ایک ادنیٰ مخلوق شہد کی مکھیوں نے نعشِ مبارک کے گرد گھیرا ڈال لیا تھا۔ کفار جس جانب سے بھی آگے بڑھتے وہ اس فوج کو مدافعت کے لئے تیار پاتے ناکام پیچھے ہٹ جاتے۔ حالات یہ گواہی دے رہے تھے کہ خدا کی ذات پر کامل یقین اپنے اندر وہ بے پناہ قوت رکھتا ہے جو زمانے کو اپنی پسند کے مطابق سانچوں میں ڈھال لیا کرتا ہے۔ کفار ناکام ہو کر اس خیال سے رُک گئے کہ رات ہوتے ہی مکھیاں چلی جائیں گی اور یہ موقع اُن کے ناپاک اور مذموم ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا ہوگا لیکن قدرت اس نعشِ مبارک کی حفاظت کا ذمہ لے چکی تھی رات بھر بارش ہوتی اور نہ جانے نعش بہہ کر کہاں چلی گئی — کفار کفِ افسوس ملتے رہ گئے۔ حضرت عاصمؓ شہید ہو چکے تھے اور رحمتِ خداوندی کی آغوش میں ہمیشہ ہمیشہ کے جا چکے تھے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/16321 مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۲۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔